

# کلاس: 10th

## مضمون: اردو

### حصہ غزل کی تشریح

غزل نمبر 1: مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے

شاعر: حسرت موبانی

✨ شعر نمبر 1:

مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی

تری آرزو رہنما ہو گئی

● Keywords (اہم الفاظ):

مصیبت: دکھ، تکلیف، پریشانی

راحت فزا: سکون بخش، تسلی دینے والی

آرزو: خواہش، تمنا

رہنما: راہ دکھانے والی، رہبر

✨ تشریح:

شاعر حسرت موبانی کہتے ہیں کہ:

عشق نے میری کیفیت کو اس قدر بدل دیا ہے کہ وہ مصیبتیں جو پہلے دل کو رنج دیتی تھیں، اب راحت (سکون) کا ذریعہ بن گئی ہیں۔

اس تبدیلی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ محبوب کی آرزو اب میری رہنما بن گئی ہے۔

یعنی میں ہر چیز کو محبوب کی محبت کے پیمانے سے دیکھنے لگا ہوں، اور اسی راہ میں آنے والی تکلیفیں بھی مجھے عزیز لگتی ہیں۔

### ◆ خلاصہ:

یہ شعر اس سچے عاشق کے جذبات کو بیان کرتا ہے جس کے لیے:

- دکھ بھی راحت کا ذریعہ بن جاتے ہیں
- محبوب کی خواہش زندگی کی سمت متعین کرتی ہے
- اور مصیبتیں عشق کا انعام محسوس ہونے لگتی ہیں

### ✨ شعر نمبر 2:

یہ وہ راستا ہے دیارِ وفا کا

جہاں بادِ صرصر صبا ہو گئی

Keywords (اہم الفاظ):

راستا: راستہ، راہ

دیارِ وفا: وفاداری کی سرزمین، محبت کا مقام

بادِ صرصر: تیز، سرد، اور سخت ہوا (علامت ہے تکلیف یا مصیبت کی)

صبا: خوشگوار نرم ہوا (علامت ہے راحت اور سکون کی)

### ✨ تشریح:

شاعر حسرت موبانی فرماتے ہیں کہ:

میں جس راستے پر چل رہا ہوں، وہ محبت و وفا کی سرزمین کی طرف جاتا ہے۔

اس راہ میں اگرچہ پہلے بادِ صرصر (یعنی سختیاں، مصیبتیں، آزمائشیں) ہوا کرتی تھیں،

لیکن عشق اور سچے جذبے نے اس قدر اثر ڈالا کہ اب وہی تکلیف دہ ہوائیں بھی میرے لیے صبا (یعنی راحت و سکون بخش) بن گئی ہیں۔

یہ ایک بلند درجہ عشق کی حالت ہے جہاں عاشق ہر سختی کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اسے قبول کر کے سکون پاتا ہے۔

### ◆ خلاصہ:

- یہ شعر عشق کی راہ کی مشکلات اور ان کے حسین اثرات کو بیان کرتا ہے:
- سچا عاشق جب دیارِ وفا میں داخل ہوتا ہے تو
- اسے سختیاں بھی نعمت لگتی ہیں
- وہ ہر مصیبت کو خوشبو دار ہوا کی طرح قبول کرتا ہے

### ✨ شعر نمبر 3:

میں درماندہ اس بارگاہِ عطا کا

گنہ گار ہوں، اک خطا ہو گئی ہے

Keywords (اہم الفاظ): ●

درماندہ: بے بس، کمزور، لاچار

بارگاہِ عطا: فضل و کرم کی جگہ، یعنی اللہ تعالیٰ یا محبوب کا در

گنہ گار: گناہ کرنے والا

خطا: غلطی، لغزش، نافرمانی

### ✨ تشریح:

❖ شاعر حسرت موبانی اس شعر میں توبہ، ندامت اور عاجزی کے جذبات کو بیان کرتے ہیں:

وہ کہتا ہے کہ میں ایک درماندہ (لاچار و کمزور) شخص ہوں جو بارگاہِ عطا یعنی مہربانی و بخشش کے دروازے پر کھڑا ہے۔

میں ایک گناہ گار انسان ہوں، اور مجھ سے ایک خطا ہو گئی ہے۔

شاعر یہاں اللہ تعالیٰ یا محبوب کے سامنے اپنی نادانی اور خطا کا اعتراف کر رہا ہے اور رحمت کی امید لگا رہا ہے۔

یہ ایک سچے عاشق یا بندۂ مومن کا جذبہ ہے جو گناہ کے باوجود امید رکھتا ہے کہ درِ عطا سے خالی نہیں لوٹے گا۔

#### ◆ خلاصہ:

❖ یہ شعر عاجزی، توبہ اور رجوع کا اظہار ہے:

- انسان گناہ کر بیٹھتا ہے لیکن اگر وہ دل سے نادم ہو
- اور درِ عطا پر جھک جائے
- تو اسے رحمت اور بخشش کی امید رکھنی چاہیے

#### ✽ شعر نمبر 4:

ترے رتبہ دانِ محبت کی حالت

ترے شوق میں کیا سے کیا ہو گئی ہے

#### ● Keywords (اہم الفاظ):

رتبہ دان: مقام و مرتبہ پہچاننے والا، قدر دان

محبت: عشق، چاہت

شوق: لگن، شدید محبت

کیا سے کیا ہو گئی: مکمل تبدیلی، حیران کن حالت میں بدل جانا

#### ✽ تشریح:

❖ شاعر حسرت موہانی کہتے ہیں کہ:

جو لوگ محبت کی حقیقت اور تیرا رتبہ پہچانتے ہیں، ان کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ جیسے وہ پہلے کچھ اور تھے، اور اب بالکل بدل چکے ہیں۔

یہ تبدیلی صرف اور صرف تیرے شوق اور عشق کی وجہ سے ہے۔

وہ شوق اتنا گہرا اور سچا ہے کہ انسان کی ظاہری اور باطنی کیفیت مکمل طور پر بدل جاتی ہے۔

### ◆ خلاصہ:

❖ یہ شعر عشق کی تبدیلی لانے والی طاقت کو ظاہر کرتا ہے:

- سچا شوق انسان کی حالت کو پوری طرح بدل دیتا ہے
- جو شخص محبت کے اصل مقام کو پہچان لے، وہ روحانی طور پر ترقی پا لیتا ہے
- عشق انسان کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے — عام سے خاص، اور گناہ گار سے محبوب الہی

### ✨ شعر نمبر 5:

پہنچ جائیں گے انتہا کو بھی حسرت

جب اس راہ کی ابتدا ہو گئی ہے

● Keywords (اہم الفاظ):

پہنچ جائیں گے: کامیابی حاصل کریں گے، منزل پا لیں گے

انتہا: آخری مقام، کمال، عروج

حسرت: شاعر کا تخلص، خود کلامی

راہ: راستہ، سفر

ابتدا: آغاز، شروعات

✨ تشریح:

❖ شاعر حسرت موبہائی خود سے خطاب کرتے ہوئے حوصلہ دیتے ہیں:

وہ کہتے ہیں: اے حسرت! جب تم نے عشق یا سچے مقصد کے راستے پر قدم رکھ دیا ہے،

تو گھبرانے کی بات نہیں، تم ایک دن اس راہ کی انتہا یعنی کامیابی اور کمال تک بھی ضرور پہنچو گے۔

راستے کا پہلا قدم سب سے اہم ہوتا ہے، اور جب وہ اٹھ چکا ہے، تو کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔

### ◆ خلاصہ:

❖ یہ شعر ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ:

- جو شخص سچے ارادے سے کسی بلند مقصد (چاہے عشق ہو یا اصلاح) کی راہ پر نکل پڑے،
- وہ اگر پہلا قدم اٹھا چکا ہے، تو وہ ایک دن ضرور منزل تک پہنچے گا
- شاعر اپنے آپ کو بھی تسلی دے رہا ہے اور قاری کو بھی حوصلہ دے رہا ہے کہ

## عزل نمبر 2: آدمی آدمی سے ملتا ہے

شاعر: جگر مراد آبادی

✨ شعر نمبر 1:

آدمی آدمی سے ملتا ہے

دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

Keywords (اہم الفاظ): ●

آدمی: انسان، بشر

ملتا ہے: ملاقات، ظاہری تعلق

دل: جذبات، باطن، اصلی تعلق کی جگہ

کم: نایاب، بہت تھوڑا

کسی سے: دوسرا انسان، حقیقی تعلق کا فرد

✦ تشریح:

✦ شاعر جگر مراد آبادی اس شعر میں انسانی رشتوں اور تعلقات کی حقیقت بیان کرتے ہیں:

وہ کہتے ہیں کہ انسان تو روزمرہ زندگی میں بہت سے لوگوں سے ملتا ہے، بات کرتا ہے، تعلقات رکھتا ہے۔

لیکن دل سے، یعنی سچے جذبے اور اخلاص کے ساتھ، بہت کم لوگ کسی سے جڑتے ہیں۔

اکثر ملاقاتیں صرف رسمی ہوتی ہیں، دلوں کا ملنا ایک نایاب اور قیمتی چیز ہے۔

◆ خلاصہ:

✦ یہ شعر ہمیں سکھاتا ہے کہ:

- ہر ظاہری ملاقات اصل تعلق نہیں ہوتی
- دلوں کا میل اصل اور سچا رشتہ ہے
- اور یہ بہت کم اور خالص لوگوں میں پیدا ہوتا ہے

✦ شعر نمبر 2:

بھول جاتا ہوں میں ستم اُس کے

وہ کچھ اس سادگی سے ملتا ہے

● Keywords (اہم الفاظ):

بھول جاتا ہوں: معاف کر دیتا ہوں، نظر انداز کر دیتا ہوں

ستم: ظلم، زیادتی، بے وفائی، تکلیف دہ رویہ

سادگی: خلوص، معصومیت، بناوٹ سے پاک انداز

ملتا ہے: پیش آتا ہے، ملاقات کرتا ہے

✦ تشریح:

شاعر جگر مراد آبادی اس شعر میں انسانی دل کی نرمی، محبت کی طاقت، اور معافی کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔

**وہ کہتے ہیں:**

محبوب نے چاہے جتنی بھی زیادتیاں کی ہوں، دل دکھایا ہو، وعدے توڑے ہوں،

لیکن جب وہ میرے سامنے آتا ہے تو اُس کے چہرے کی سادگی، معصومیت اور بے ساختہ انداز دل کو اس قدر چھو لیتے ہیں

کہ میں اس کے سارے ستم، شکایتیں اور دکھ بھول جاتا ہوں۔

وہ نہ معافی مانگتا ہے، نہ صفائی دیتا ہے، نہ اظہارِ ندامت کرتا ہے —

لیکن اس کی سادگی، خلوص اور محبت بھری موجودگی ہی سب کچھ کہہ دیتی ہے۔

**◆ خلاصہ:**

- سچی محبت میں معافی اور برداشت کا جذبہ بہت طاقتور ہوتا ہے
- محبوب کی سادگی انسان کے دل کی سختی کو نرم کر دیتی ہے
- بعض اوقات خاموش معصومیت وہ کام کر جاتی ہے جو ہزاروں لفظ نہیں کر سکتے

**شاعر بتا رہا ہے کہ:**

”جس سے سچا پیار ہو، اس کے ستم بھی محبت کا حصہ لگتے ہیں“

**✨ شعر نمبر 3:**

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا

رنگ تیری ہنسی سے ملتا ہے

Keywords (اہم الفاظ): ●

آج: موجودہ لمحہ، آج کا دن

کیا بات ہے: حیرت، خوشگوار کیفیت

پھولوں کا رنگ: خوبصورتی، تازگی، نرمی

تیری ہنسی: محبوب کی مسکراہٹ، چہرے کی روشنی

ملتا ہے: مشابہت رکھتا ہے، جیسا لگتا ہے

✨ تشریح:

شاعر جگر مراد آبادی اس شعر میں حسن، محبت، اور محبوب کی موجودگی سے پیدا ہونے والے خوبصورت تاثر کو بیان کر رہے ہیں۔

وہ حیرت اور خوشی کے عالم میں کہتے ہیں:

"آج نہ جانے کیا خاص بات ہے؟"

ہر چیز نکھری نکھری، دلکش اور رنگین سی لگ رہی ہے۔

خاص طور پر پھولوں کا رنگ آج کچھ زیادہ خوبصورت، زیادہ چمکتا ہوا محسوس ہو رہا ہے،

جیسے وہ تمہاری مسکراہٹ کا عکس ہوں۔

محبوب کی ہنسی کی لطافت، معصومیت اور چمک اس قدر حسین ہے کہ قدرت کے خوبصورت ترین رنگ بھی اس سے مشابہ لگنے لگتے ہیں۔

◆ خلاصہ:

- محبت انسان کی حسِ جمال (حسن دیکھنے کی حس) کو بڑھا دیتی ہے
- محبوب کی مسکراہٹ اس قدر دلکش ہوتی ہے کہ قدرت کے رنگ بھی اُس کے سامنے پھیکے نہیں لگتے
- شاعر کے دل میں آج ایسا سرور ہے کہ وہ پھولوں میں بھی اپنے محبوب کی جھلک دیکھتا ہے
- یہ ایک رومانوی، معصوم اور پرائر جذبہ ہے جو شعر میں پوری شدت سے نمایاں ہے

✨ شعر نمبر 4:

سلسلہ فتنہ قیامت کا

تیری خوش قامتی سے ملتا ہے

Keywords (اہم الفاظ):

سلسلہ: سلسلہ، تسلسل، ربط

فتنہ قیامت: قیامت خیز حسن، تباہ کن جمال

تیری خوش قامتی: محبوب کا دلکش و متوازن قد و قامت

ملتا ہے: مشابہت رکھتا ہے، ہم آہنگ ہے

✦ تشریح:

شاعر جگر مراد آبادی اس شعر میں محبوب کے جسمانی حسن اور اس کے دل پر ڈالے جانے والے اثر کو قیامت خیز انداز میں بیان کرتے ہیں:

وہ کہتے ہیں کہ قیامت کا جو فتنہ ہوگا — یعنی وہ شدت، حیرت، دہشت اور بے خودی —

اُس کی ایک جھلک آج تمہاری خوش قامتی میں نظر آتی ہے۔

تمہارا قد، اندازِ خرام، جسمانی توازن ایسا ہے جیسے فتنہ قیامت کی تمہید ہو!

یعنی تمہارے حسن میں ایسی کشش ہے جو دل و دماغ کو ہلا دینے والی ہے۔

یہ صرف ظاہری حسن کا بیان نہیں، بلکہ شاعر یہ ظاہر کرتا ہے کہ محبوب کی شخصیت کا اثر اس قدر زبردست ہے کہ وہ قیامت جیسے فتنہ کا منظر پیش کرتا ہے۔

◆ خلاصہ:

- محبوب کی خوش قامتی (قد و قامت، رفتار، انداز)
- شاعر کو قیامت کے فتنہ جیسی زبردست کشش اور تباہی کی یاد دلاتی ہے
- اس شعر میں عشق کی شدت اور محبوب کے حسن کی تباہ کن قوت کو بیان کیا گیا ہے

شاعر بتاتا ہے کہ:

"قیامت کی بلچل تو بعد میں آئے گی،

تمہارے حسن میں تو وہ پہلے سے موجود ہے!"

### ✨ شعر نمبر 5:

مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا

ٹوٹ کر دل، اسی سے ملتا ہے

### Keywords (اہم الفاظ):

مل کے بھی: بظاہر ساتھ ہوتے ہوئے بھی

کبھی نہیں ملتا: روحانی یا جذباتی طور پر دور رہنے والا

ٹوٹ کر دل: مکمل ٹوٹنا، شدید صدمہ، دل کی انتہا درجے کی شکست

اسی سے ملتا ہے: حقیقی تعلق تب ہی قائم ہوتا ہے

### ✨ تشریح:

شاعر جگر مراد آبادی اس شعر میں انسانی جذبات اور سچی محبت کی گہرائی کو بیان کرتے ہیں:

وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ظاہری طور پر ساتھ ہوتے ہیں، ملاقات بھی کرتے ہیں، تعلق بھی رکھتے ہیں،

لیکن اس کے باوجود ان کے دل آپس میں نہیں ملتے۔

لیکن جب دل ٹوٹ جاتا ہے، مکمل ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے — یعنی جب انسان خودی، انا، غرور اور خواہشات سے خالی ہو جاتا ہے،

تو وہی شخص جو پہلے نہ ملتا تھا، اب روح سے جڑ جاتا ہے۔

یہ شعر عشق کی روحانی سچائی اور قربانی کی شدت کو بیان کرتا ہے — کہ دل جب ٹوٹ کر خالص ہو جائے، تبھی حقیقی تعلق قائم ہوتا ہے۔

### ◆ خلاصہ:

بعض اوقات ظاہری قربت کے باوجود دل نہیں ملتے  
لیکن جب انسان کا دل شدید غم یا عشق میں ٹوٹ جاتا ہے  
تب وہی شخص جس سے رابطہ ممکن نہ تھا، دل سے جڑ جاتا ہے  
یہ شعر ہمیں بتاتا ہے کہ سچی محبت قربانی، درد اور دل کی شکست سے پیدا ہوتی ہے

**عزل نمبر 3: سر میں سودا بھی نہیں ، دل میں تمنا بھی نہیں**

**شاعر: فراق گورکھپوری**

**✨ شعر نمبر 1:**

سر میں سودا بھی نہیں، دل میں تمنا بھی نہیں

لیکن اس ترکِ محبت کا بھروسا بھی نہیں

**Keywords (اہم الفاظ):**

سر میں سودا: جنون، دیوانگی، شدتِ عشق

دل میں تمنا: خواہش، چاہت، آرزو

ترکِ محبت: محبت کو چھوڑ دینا، دستبرداری

بھروسا: اعتماد، یقین

**✨ تشریح:**

شاعر فراق گورکھپوری اس شعر میں انکار اور وابستگی کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والے داخلی  
تضاد کو بیان کرتے ہیں:

**وہ کہتے ہیں کہ:**

"اب نہ میرے دماغ میں عشق کا جنون باقی ہے،

نہ ہی دل میں کسی کی چاہت یا خواہش بچی ہے،

گویا میں ظاہری طور پر محبت سے مکمل آزاد اور خالی ہو چکا ہوں۔"

**لیکن!**

اس کے باوجود، میں خود کو اس ترکِ محبت پر مطمئن نہیں سمجھتا۔

دل کے کسی کونے میں اب بھی شاید کوئی کشش، پرچھائیں، یا یاد موجود ہے

جو مجھے مکمل طور پر بھولنے نہیں دیتی۔

**◆ خلاصہ:**

- یہ شعر محبت کے بعد کی نفسیاتی کیفیت کا آئینہ دار ہے
- ظاہری طور پر سب کچھ ختم ہونے کے باوجود، دل کسی انجان ربط سے بندھا رہتا ہے
- شاعر بتاتا ہے کہ انسان کبھی بھی محبت کو مکمل طور پر ترک کرنے کا یقین نہیں کر سکتا
- یہ محبت کی ناقابلِ فہم، ضدی اور گہری نوعیت کا حسین بیان ہے

**✨ شعر نمبر 2:**

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں

اور ہم بھول گئے ہوں تجھے، ایسا بھی نہیں

**● Keywords (اہم الفاظ):**

مدت: طویل وقت، کافی عرصہ

تری یاد: محبوب کی یاد، ماضی کی یاد

آئی نہ ہمیں: شدت سے یاد نہیں آئی، ذہن میں نہ آئی

بھول گئے ہوں: دل سے نکال دینا

ایسا بھی نہیں: مکمل انکار ممکن نہیں، سچ نہ ہونا

✨ تشریح:

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ:

ایک لمبے عرصے سے محبوب کی یاد شدت سے نہیں آئی۔

یعنی روزمرہ مصروفیات میں، شعوری طور پر محبوب کو یاد کرنے کا سلسلہ رک گیا ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم نے تجھے مکمل طور پر فراموش کر دیا ہو۔

دل کے کسی کونے میں وہ یاد اب بھی موجود ہے، وہ رشتہ مکمل ختم نہیں ہوا۔

بظاہر ہم خاموش ہیں، یاد نہیں کرتے،

لیکن دل کی گہرائی میں ایک خاموش وابستگی اب بھی باقی ہے،

جو یہ ثابت کرتی ہے کہ محبت ختم نہیں ہوئی۔

◆ خلاصہ:

- محبوب کی یاد شعوری طور پر نہ آنا، دل سے بھول جانے کا ثبوت نہیں
- محبت خاموش ہو سکتی ہے، لیکن ختم نہیں ہوتی
- دل میں رشتہ اب بھی قائم ہے، چاہے یادیں سطح پر نہ ہوں

✨ شعر نمبر 3:

یوں تو ہنگامے اٹھاتے نہیں دیوانہ عشق

مگر اے دوست، کچھ ایسوں کا ٹھکانا بھی نہیں

Keywords (اہم الفاظ): ●

ہنگامے: شور، فتنہ، جذباتی طوفان

اٹھاتے نہیں: ظاہر نہیں کرتے، خاموش رہتے ہیں

دیوانہ عشق: سچا عاشق، جذبات میں ڈوبا ہوا

ٹھکانا: قرار، سکون، رہنے کی جگہ

ایسوں: ایسے لوگوں کا، بعض عاشقوں کا

✦ تشریح:

شاعر کہتا ہے:

سچے عاشق عام طور پر ظاہری شور یا ہنگامے نہیں مچاتے۔

وہ خاموشی سے عشق کرتے ہیں، دل میں درد چھپائے رکھتے ہیں۔

لیکن کچھ ایسے دیوانے بھی ہوتے ہیں جنہیں نہ سکون حاصل ہوتا ہے،

نہ کوئی ٹھکانا یا قرار نصیب ہوتا ہے۔

وہ نہ صرف دل میں طوفان رکھتے ہیں، بلکہ وہ اتنے بے چین ہو جاتے ہیں کہ دنیا میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں رہتی۔

◆ خلاصہ:

- سچا عشق اکثر خاموش ہوتا ہے، وہ ہنگامے نہیں مچاتا
- کچھ عاشق ایسے بھی ہوتے ہیں جو اندر سے بے قرار ہوتے ہیں
- ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں ان کے لیے کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا

✦ شعر نمبر 4:

آج غفلت بھی ان آنکھوں میں ہے پہلے سے سوا

آج ہی خاطرِ بیمار شکیبا بھی نہیں

● Keywords (اہم الفاظ):

غفلت: بے پرواہی، لاپرواہی

آنکھوں میں: محبوب کی نگاہیں

پہلے سے سوا: پہلے سے بڑھ کر، زیادہ

خاطرِ بیمار: دکھی دل، پریشان عاشق کا خیال

شکیبا: صبر، برداشت

✦ تشریح:

شاعر کہتا ہے:

آج محبوب کی آنکھوں میں بے پرواہی اور لا تعلق پہلے سے کہیں زیادہ نظر آ رہی ہے۔  
وہ نگاہیں جن سے کبھی محبت کا احساس ہوتا تھا، آج سخت سرد مہری کا اظہار کر رہی ہیں۔  
اور آج ہی کے دن، میرے دل کی حالت بھی ایسی ہے کہ مجھے صبر کرنے کی طاقت نہیں۔  
یعنی محبوب کی بے نیازی اور مہری کمزوری، دونوں اپنی انتہا پر ہیں۔  
شاعر کی حالت ایسی ہے کہ نہ وہ محبوب کی سرد نگاہ برداشت کر سکتا ہے،  
اور نہ اس کا دل برداشت اور صبر کی حالت میں ہے۔

◆ خلاصہ:

- محبوب کی نگاہوں میں بے نیازی بڑھ گئی ہے
- عاشق کی برداشت کی حد ختم ہو چکی ہے
- دونوں کی یہ کیفیات ایک ہی وقت میں ٹکرا رہی ہیں
- یہ شعر عشق کی ادیت ناک انتہا کو ظاہر کرتا ہے

✦ شعر نمبر 5:

رنگ وہ فصلِ خزاں میں ہے کہ جس سے بڑھ کر

شانِ رنگینی حسنِ چمن آرا بھی نہیں

## Keywords (اہم الفاظ):

رنگ: حسن، خوبصورتی، رنگینی

فصلِ خزاں: وہ موسم جب پتے زرد ہو جاتے ہیں، بہار کا اُلٹ

شان: عظمت، شان و شوکت

رنگینی: خوبصورتی، دلکشی

حسنِ چمن آرا: باغ کو سجانے والا حسن، بہار کی دلکشی

✦ تشریح:

شاعر کہتا ہے:

فصلِ خزاں کو عام طور پر اداسی، ویرانی اور زوال کی علامت سمجھا جاتا ہے،

لیکن مجھے اس میں ایسا رنگ، ایسی شان اور ایسی خوبصورتی نظر آتی ہے

جو شاید بہار کے موسم یا چمن کو سنوارنے والے حسن میں بھی نہیں۔

وہ خزاں جو دوسروں کے لیے غم کی علامت ہے، شاعر کو اس میں ایسی رنگت اور معنی نظر آتے ہیں

جو بہار کی عام خوبصورتی سے کہیں زیادہ دل کو چھو لینے والی ہے۔

◆ خلاصہ:

● خزاں کا موسم بھی اپنے اندر ایک خاص جمال رکھتا ہے

● بعض اوقات اداسی میں بھی ایک الگ حسن چھپا ہوتا ہے

شاعر کہتا ہے:

“خزاں کی رنگت، بہار کی رنگینی سے بھی زیادہ پر اثر ہے”

یہ شعر دکھ میں چھپی خوبصورتی اور زندگی کے دوسرے پہلو کو سراہنے کا بیان ہے

## ✨ شعر نمبر 6:

بات یہ ہے کہ سکونِ دلِ وحشی کا مقام  
کنج زنداں بھی نہیں، وسعتِ صحرا بھی نہیں

### Keywords (اہم الفاظ):

سکونِ دلِ وحشی: بے قرار دل کا آرام، بے چین طبیعت کا قرار

مقام: جگہ، ٹھکانا

کنج زنداں: قید خانہ کا کونا، قید کی تنہائی

وسعتِ صحرا: صحرا کی کھلی، آزاد فضا

نہیں: نفی، انکار، انکارِ مکمل

✨ تشریح:

شاعر کہتا ہے:

وحشی دل، یعنی ایسا دل جو ہمیشہ بے چین، بھٹکتا ہوا، اور سکون کی تلاش میں ہو —

اس کے لیے نہ قید کی تنہائی میں قرار ہے

اور نہ صحرا کی وسعت میں آزادی کا سکون ہے۔

یہ دل ایسا ہے جسے نہ تنہائی چین دیتی ہے، نہ آزادی۔

وہ ہر جگہ بے سکونی، اضطراب اور بے قراری کا شکار ہے۔

### ◆ خلاصہ:

- دل کی بے چینی اتنی شدید ہے کہ قید یا آزادی میں بھی سکون نہیں
- شاعر کا دل بے قرار، بے سمت، اور بے سروسامان ہے
- نہ تنہائی قرار دیتی ہے، نہ وسعتِ راحت بخشتی ہے

## ✨ شعر نمبر 7:

ہم اُسے منہ سے بُرا تو نہیں کہتے کہ فراق

دوست تیرا ہے، مگر آدمی اچھا بھی نہیں

### Keywords (اہم الفاظ):

منہ سے بُرا کہنا: کھل کر تنقید کرنا، برائی کا اظہار

فراق: شاعر کا تخلص (ذاتی حوالہ)

دوست تیرا ہے: کسی قریبی تعلق کا لحاظ

آدمی اچھا بھی نہیں: کردار یا مزاج میں خامیاں، ناپسندیدہ انسان

✨ تشریح:

شاعر کہتا ہے:

ہم کھل کر کسی کی برائی نہیں کرتے، منہ سے کچھ برا کہنا ہمارے شایانِ شان نہیں —

خاص طور پر جب وہ شخص تمہارا دوست ہو۔

لیکن سچ یہ بھی ہے کہ وہ شخص اچھا انسان نہیں ہے۔

اُس کے کردار یا رویے میں ایسی خامیاں ہیں جن سے ہم واقف ہیں،

مگر تمہارے تعلق کا لحاظ ہمیں کھل کر کچھ کہنے سے روک دیتا ہے۔

### ◆ خلاصہ:

- شاعر سچائی اور مروّت کے درمیان الجھا ہوا ہے
- وہ کسی کو اس لیے برا نہیں کہتا کہ وہ دوست کا دوست ہے
- مگر دل میں یہ بات بھی ہے کہ اس شخص کی خوبی کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا

## غزل نمبر 4: یہ فخر تو حاصل ہے، بُرے ہیں کہ بھلے ہیں

شاعر: ادا جعفری

✨ شعر نمبر 1:

یہ فخر تو حاصل ہے، بُرے ہیں کہ بھلے ہیں

دو چار قدم ہم بھی ترے ساتھ چلے ہیں

Keywords (اہم الفاظ):

فخر: عزت، ناز، دل کا سکون

حاصل: ملنا، نصیب ہونا

بُرے/بھلے: برے کردار والے یا اچھے صفات والے

دو چار قدم: تھوڑا سا ساتھ، وقتی رفاقت

ترے ساتھ: محبوب یا اہم شخصیت کی صحبت

✨ تشریح:

شاعرہ ادا جعفری اس شعر میں ایک مختصر مگر قیمتی تعلق پر ناز کر رہی ہیں:

وہ کہتی ہیں کہ ہم بُرے تھے یا اچھے، یہ بات الگ ہے —

لیکن ہمیں اس پر فخر ضرور ہے کہ زندگی کے سفر میں ہم نے تھوڑے قدم ہی سہی، تمہارے ساتھ گزارے۔

یہ ساتھ چاہے عارضی تھا، مکمل نہ تھا، یا ادھورا تھا،

مگر اس کی یاد، اہمیت اور وقعت آج بھی ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔

◆ خلاصہ:

- ساتھ کا لمحہ چاہے تھوڑا ہو، یادگار ہوتا ہے
- ہم اچھے یا برے تھے، لیکن رفاقت کی قیمت برقرار ہے
- شاعرہ نے ادھورے تعلق کو بھی عزت کے ساتھ یاد کیا

## ✨ شعر نمبر 2:

جلنا تو چراغوں کا مقدر ہے ازل سے

یہ دل کے کنول ہیں کہ بجھے ہیں نہ جلے ہیں

### ● Keywords (اہم الفاظ):

جلنا: آگ میں جل کر روشنی دینا

چراغ: دیے، وہ جو جل کر روشنی دیتے ہیں

مقدر: نصیب، قسمت

ازل: ابتدا سے، ہمیشہ سے

دل کے کنول: دل کی مثال پھول جیسے نرم اور پاکیزہ جذبات

بجھے ہیں: بجھ جانا

نہ جلے ہیں: روشنی نہ دینا، کبھی جلنے کا موقع نہ پانا

### ✨ تشریح:

شاعرہ ادا جعفری کہتی ہیں:

چراغوں کا مقدر (نصیب) یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے جلتے آئے ہیں —

یعنی اُن کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ جل کر روشنی دیں، دوسروں کے لیے روشنی پھیلائیں۔

لیکن کچھ دل ایسے ہوتے ہیں جنہیں وہ "دل کے کنول" کہتی ہیں —

یہ دل انتہائی پاکیزہ، معصوم، اور نرم ہوتے ہیں۔

ایسے دل نہ تو کبھی پوری طرح جلے (یعنی عشق، درد یا جذبے میں پوری طرح ڈوبے)،

اور نہ ہی کبھی بجھے (یعنی فنا یا مایوسی میں ختم ہوئے)۔

### ◆ خلاصہ:

- چراغ جلتے ہیں، ان کا کام اور نصیب جلنا ہے
- کچھ دل ایسے ہوتے ہیں جو نہ کبھی روشنی بن سکے، نہ مٹ سکے
- وہ دل ادھورے جذبے، بے نام کیفیت اور خاموش درد میں رہتے ہیں

### ✨ شعر نمبر 3:

نازک تھے کہیں رنگِ گل و بوئے سمن سے

جذبات، کہ آداب کے سانچے میں ڈھلے ہیں

### ● Keywords (اہم الفاظ):

نازک: نرم، حساس، کمزور

رنگِ گل: پھولوں کا رنگ (خوبصورتی، نزاکت)

بوئے سمن: سفید پھول (چمبیلی) کی مہک (خوشبو کی لطافت)

جذبات: احساسات، دل کی کیفیات

آداب: تہذیب، شائستگی، ادب

سانچے میں ڈھلنا: کسی اصول، دائرے یا نظم میں بندھ جانا

### ✨ تشریح:

شاعرہ ادا جعفری کہتی ہیں:

میرے جذبات اس قدر نازک، لطیف اور نرم تھے کہ وہ پھولوں کے رنگ یا چمبیلی کی خوشبو سے بھی زیادہ حساس اور نفیس تھے۔

لیکن ان جذبات کو میں نے آداب (ادب و تہذیب) کے سانچے میں ڈھال دیا۔

یعنی میرے جذبات جتنے بھی شدید اور سچے تھے،

میں نے انہیں شائستگی، وقار، اور تہذیب کے دائرے میں رکھا،

کسی کو ٹھیس نہ پہنچے، اس لیے دل کی گہرائی کو خاموشی اور وقار میں چھپا لیا۔

### ◆ خلاصہ:

- شاعرہ کے جذبات بہت نرم اور نفیس تھے
- انہوں نے ان جذبات کو ادب اور آداب کے دائرے میں قابو میں رکھا
- یہ شعر محسوسات کی لطافت اور تہذیب کی خوبصورتی کا اظہار ہے

### ✽ شعر نمبر 4:

تھے کتنے ستارے کہ سرِ شام ہی ڈوبے

ہنگامِ سحر کتنے ہی خورشید ڈھلے ہیں

### ● Keywords (اہم الفاظ):

ستارے: چھوٹے روشن چراغ، کمزور امیدیں یا معمولی کردار

سرِ شام: شام کے آغاز میں، وقتِ غروب

ڈوبے: غروب ہونا، ختم ہو جانا، مٹ جانا

ہنگامِ سحر: صبح کا وقت، اُمید کا آغاز

خورشید: سورج، طاقتور روشنی، بڑی ہستی

ڈھلے ہیں: ڈوب جانا، چھپ جانا، ختم ہو جانا

## ✦ تشریح:

شاعرہ ادا جعفری اس شعر میں زمانے کے نشیب و فراز، تاریخ کی بے رحمی اور وقت کے بدلتے رنگ کو بیان کرتی ہیں:

وہ کہتی ہیں کہ کچھ ستارے (یعنی چھوٹی امیدیں، کمزور کردار یا چھوٹے لوگ)

تو شام کے آغاز ہی میں ڈوب گئے، یعنی ابتداء ہی میں فنا ہو گئے،

وہ اندھیرے سے پہلے ہی بجھ گئے۔

اور ایسے بھی کئی خورشید (سورج، بڑی شخصیات، بڑی امیدیں یا روشن کردار)

جو صبح کے وقت، یعنی اجالے کے ہنگام بھی ڈھل گئے —

یعنی وہ لوگ یا خواب جو روشنی لانے والے تھے، وہ بھی ختم ہو گئے۔

## ◆ خلاصہ:

چھوٹے خواب یا کردار شام سے پہلے ہی ختم ہو گئے

بڑے روشن لوگ بھی وقت کے ساتھ مٹ گئے

شاعرہ نے دکھایا کہ تاریخ میں کوئی بھی دائمی نہیں

## ✦ شعر نمبر 5:

جو جھیل گئے ہیں کہ کڑی دھوپ کے تیور

تاروں کی خنک چھاؤں میں وہ لوگ جلے ہیں

## ● Keywords (اہم الفاظ):

جھیل گئے: برداشت کیا، صبر سے گزارا

کڑی دھوپ: سختیاں، مصیبتیں، آزمائشیں

تیور: انداز، شدت، سخت رویہ

تاروں کی خنک چھاؤں: ٹھنڈی رات، سکون یا آرام کی حالت

جلے ہیں: دل جلنا، تکلیف اٹھانا، اندر سے کرب میں مبتلا ہونا

✨ تشریح:

شاعرہ کہتی ہیں کہ کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے زندگی کی سخت دھوپ (یعنی مصیبتیں، محرومیاں، آزمائشیں) برداشت کر لیں۔

انہوں نے بہادری سے تپتے ہوئے حالات جھیل لیے۔

مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ جب سکون کا وقت آیا، رات کی ٹھنڈی چھاؤں نصیب ہوئی،

تو وہی لوگ اندر سے جلنے لگے —

یعنی جب سب بہتر ہو گیا، تب بھی وہ اندرونی دکھ اور کرب سے آزاد نہ ہو سکے۔

◆ خلاصہ:

- سختیاں سہہ لینے والے لوگ بھی سکون کے وقت میں جل سکتے ہیں
- مصیبت برداشت کرنا آسان، مگر یادوں اور اندرونی دکھ سے بچنا مشکل
- یہ شعر اندرونی کرب، جذباتی زخم، اور خاموش تکلیف کا گہرا بیان ہے

✨ شعر نمبر 6:

اک شمع بجھائی تو کئی اور جلا لیں

ہم گردشِ دوراں سے بڑی چال چلے ہیں

● Keywords (اہم الفاظ):

شمع: چراغ، امید، روشنی، خواب

بجھائی: ختم کی، بجھا دی گئی

کئی اور جلا لیں: مزید امیدیں یا راستے پیدا کر لیے

گردشِ دوراں: زمانے کی سختیاں، وقت کی چالیں

چال چلنا: تدبیر کرنا، ذہانت سے راستہ نکالنا

✨ تشریح:

شاعرہ کہتی ہیں کہ اگر ایک شمع بجھا دی گئی —

یعنی اگر ایک امید، ایک خواب، یا ایک رشتہ ختم ہو گیا —

تو ہم نے مایوس ہونے کی بجائے کئی اور امیدیں روشن کر لیں۔

ہم نے وقت کے حالات سے ہار نہیں مانی، بلکہ

زمانے کی سختیوں کے مقابلے میں زیادہ عقل مندی سے راستہ نکالا۔

◆ خلاصہ:

- ایک امید بجھی، تو نئی امیدیں پیدا کیں
- حالات کا مقابلہ ہمت، تدبیر اور بصیرت سے کیا
- شاعرہ نے دکھایا کہ ہم مایوسی میں نہیں جیتے، بلکہ ہر شکست کو موقع میں بدلا

## Note:

This chapter is designed to provide a solid foundation of knowledge, with the goal of deepening understanding and encouraging further exploration of the subject. The content has been carefully selected to support effective learning and inspire students to engage with the topic more deeply.

## Author: Muhammad Asghar

**Purpose:** To contribute to education by offering insightful, valuable content that enhances learning and understanding.

## Copyright & Usage Policy

© 2025 Muhammad Asghar. All rights reserved.

No part of these notes may be reproduced, redistributed, or used for commercial purposes without explicit written permission from the author. These notes are intended solely for personal study and educational use.



StudyNotes360.com